مکی زندگی کی مشہور دینی و علمی درسگاہیں

(ایک تاریخی جائزہ)

محمد حمزہ[1]
marhaba_9954@yahoo.com

کلیدی کلمات: تعلیم و تعلم، فاطمہ بنت خطاب، دارارقم، شعب ابی طالب، مسجد قباء، نقیع الخضمات

خلاصہ

اسلام کے آغاز کے ساتھ ہی تعلیم و تعلم کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ خاص طور پر مکی زندگی میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک خاص گروہ تیار کیا جو آپ کے مشن اور پیغام کی مسلسل تبلیغ میں مصروف رہا۔ اس وقت چند ایک مشہور درسگائیں تھیں جن میں درسگاہِ بیت فاطمہ بنت خطاب، درسگاہِ دارارقم، درسگاہِ مسجد بنی زریق، درسگاہِ مسجد قباء، درسگاہِ نقیع الخضمات، مسجد نبوی کی مرکزی درسگاہ اور بہت سی خانگی درسگائیں اہم ہیں۔ مکی و مدنی دینی درسگاہیں بھی اُسی سلسلے کی کڑی تھیں۔ چونکہ دینِ اسلام کی تبلیغ و ترسیل کے لئے لوگوں کا باشعور ہونا ضروری تھا۔ اگر تعلیم و تعلم کو فوقیت نہ جاتی تو لوگوں کا اتنی جلدی تربیت یافتہ ہونا محال تھا۔ پھر باضابطہ تعلیم اور تبلیغ دین کے لئے اداروں کا قیام بھی ضروری تھا لہذا مکی دور میں جہاں تبلیغ دین کے عملی جدوجہد ہمیں نظر آتے ہیں وہی اُس جدوجہد کو بڑھاوا دینے کے لئے افراد اور ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں۔ ہم مکی اور مدنی زندگی کی دینی درسگاہوں کو تبلیغ دین کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کوئی مرکزی درسگاہ نہیں تھی جہاں رہ کر سکون و اطمینان سے باقاعدہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھتے۔ دن رات افکار و حوادث کا ہجوم رہتا تھا۔ اس زمانہ میں رسول اللہؐ کی مقدس ذات ہی متحرک درسگاہ تھی۔ نیز صحابہ کرام میں چند حضرات چھپ چھپا کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور رسول اللہؐ، حضرت علیؑ، حضرت ابوبکر اور حضرت خباب بن ارت وغیرہ معلم تھے۔ اس دور کے ایسے مقامات اور حلقات کو درسگاہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جہاں حالات کی نزاکت اور ضروریات کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن پڑھایا جاتا تھا۔ ذیل میں ہم اُن درسگاہوں کی نشاندہی کرتے ہیں:

درسگاہِ بیت فاطمہ بنت خطاب

حضرت فاطمہ بنت خطاب حضرت عمر کی بہن ہیں۔ اپنے شوہر حضرت سعید بن زید کے ساتھ ابتدائی دور میں مسلمان ہو گئی تھیں اور زوجین اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضرت عمر اسلام لانے سے پہلے تلوار لئے ہوئے اپنی بہن کے مکان پر گئے تو دیکھا کہ بہن اور بہنوئی دونوں قرآن مجید پڑھ رہے ہیں۔ ابن ہشام نے لکھا ہے: وعندھا خباب بن الارت معه صحيفة فيها طٰه يقرءھما اياھا(1) یعنی: "ان دونوں کے پاس خباب بن ارت تھے۔ ان کے ساتھ ایک صحیفہ تھا جس میں سورہ طہ تھی اور ان دونوں کو پڑھا رہے تھے۔" خود حضرت عمر کی زبانی منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ ایک خباب بن ارت اور دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں ہے۔ خباب بن ارت میرے بہن اور بہنوئی کے یہاں آتے جاتے تھے اور ان کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔(2) بیت فاطمہ بنت خطاب کو قرآن کی تعلیم کا مرکز اور درسگاہ کہا جاسکتا ہے جس میں کم از کم دو طالب علم اور ایک معلم تھے اور حضرت عمر کے بیان میں لفظ قوم دو سے زیادہ کو بتا رہا ہے۔

درسگاہِ دارارقم

حضرت ارقم بن ابوارقم سابقون الاولون اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ان کا مکان کوہ صفا کے اوپر واقع تھا۔ اس جگہ کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا شمار وہاں کے متبرک مقامات میں ہے۔ اس کو دارالاسلام اور مختبیٰ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔(3) نبوت کے

1۔ ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

پانچویں سال ضعفائے اسلام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور مکہ میں رہ جانے والے حضرات سخت حالات کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ اور صحابہ کرام نے دارِ ارقم میں پناہ لی اور یہیں سے دعوتِ اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے اور اسی میں دین اور قرآن کی تعلیم و تعلم کا شغل بھی جاری رہا۔ مستدرک حاکم میں ہے: کان النبی یسکن فیھا فی اول الاسلام و فیھا یدعوا الناس الی الاسلام فاسلم فیھا قوم کثیر (4) یعنی: "رسول اللہ ﷺ ابتدائے اسلام میں اسی مکان میں رہتے تھے اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔" قدیم الاسلام اور جدید الاسلام صحابہ کو اسی دارارقم میں قرآن اور دین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ امام ابوالولید ارزقی اپنی کتاب اخبارِ مکہ میں لکھتے ہیں: یجتمع ھووا اصحابہ عندا الارقم بن ابی الارقم ویقرءھم القرآن ویعلمھم فیہ (5) یعنی: "رسول اللہ ﷺ اور صحابہ دارارقم میں جمع ہوتے تھے اور آپ ان لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔"

درسگاہ دارارقم کے طلبہ کے قیام وطعام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسلام لانے والوں میں سے دو آدمیوں کو کسی مستطیع مسلمان کے ساتھ کر دیا جاتا تھا اور یہ دونوں اس کے یہاں رہ کر کھانا کھاتے تھے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ تقریباً ایک ماہ رہ کر خفیہ طور سے تعلیم و تعلم اور دعوت اسلام میں لگے رہے۔ یہی مقام ان کے لئے درسگاہ اور دارالاقامہ تھا۔ خورد و نوش کا انتظام صاحب حیثیت صحابہ کے یہاں تھا۔

ان مقامات کے علاوہ مکہ مکرمہ میں حضرات صحابہ دو دو، چار چار، جمع ہو کر قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ خاص طور سے دارارقم میں حضرت عمر کے اسلام کے بعد مسلمانوں نے جرأت و ہمت سے کام لیا اور کھل کر جگہ جگہ قرآن سننے سنانے کا مشغلہ جاری کیا۔ شعب ابی طالب میں حصار کے تقریباً تین سالہ دور میں رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ یہاں خاندانِ ابوطالب کے علاوہ دوسرے حضرات کے موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ بھی تعلیم و تعلم میں مصروف رہے ہوں گے۔ اسی طرح ہجرت حبشہ کے زمانہ میں یہاں حضراتِ صحابہ تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے تھے جن میں حضرت مصعب بن عمیر بھی تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہجرت سے پہلے مدینہ میں معلم بنا کر بھیجا تھا۔ مہاجرین حبشہ میں حضرت جعفر بن ابوطالب بھی تھے جنھوں نے شاہ نجاشی کے دربار میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے ترجمانی کی تھی اور شاہ نجاشی کے سامنے سورہ "کھیعص" کی ابتدائی آیات سنائی تھیں جن کو سن کر وہ رو پڑا تھا۔

اس زمانہ میں رسول اللہ ﷺ کفار و مشرکین کی مجلسوں، بازاروں اور موسمی میلوں اور مناسک حج کے مواقع و مقامات میں دعوتِ اسلامی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں کو قرآن سناتے تھے۔ ایسے مقامات قرآن اور دین کی درسگاہ تھے۔ مکہ مکرمہ میں ضعفاء و مساکین نے سب سے پہلے دعوت اسلام پر لبیک کہا اور وہاں کے بڑوں کے مظالم کا شکار ہوئے۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کا معاملہ اس کے بالکل برعکس تھا۔ یہاں سب سے پہلے اعیان واشراف اور سردارانِ قبائل نے برضا و رغبت اسلام قبول کرکے اس کی ہر طرح مدد کی۔ خاص طور سے قرآن مجید کی تعلیم کا متعدد مقامات پر معقول انتظام کیا۔ بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد ہی سے مدینہ منورہ میں قرآن اور دین کی تعلیم کا چرچا ہو گیا تھا اور قبیلہ انصار کی دونوں شاخ اوس اور خزرج کے عوام اور اعیان واشراف جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تھے اور ہجرت عامہ سے دو سال قبل ہی وہاں مساجد کی تعمیر اور قرآن کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ اس دو سالہ مدت میں تعمیر شدہ مساجد میں نماز کے امام ان میں معلّمی کی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔

اس وقت تک صرف نماز فرض ہوئی تھی اس لئے قرآن کے ساتھ نماز کے احکام و مسائل اور مکارم اخلاق کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اسی کے ساتھ تین مستقل درسگاہیں بھی جاری تھیں اور ان میں باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی۔ یہ تینوں درسگاہیں اس طرح جاری تھیں کہ شہر مدینہ اور اس کے آس پاس اور انتہائی کناروں کے مسلمان آسان کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں۔ پہلی درسگاہ قلب شہر میں مسجد بنی زریق میں تھی جس میں حضرت رافع بن مالک زرقی انصاری تعلیم دیتے تھے۔ دوسری درسگاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے سے فاصلہ پر مسجد قباء میں تھی جس میں حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ امامت کے ساتھ معلّمی کے فرائض انجام دیتے تھے۔ اسی سے متصل حضرت سعد بن خیثمہ کا مکان واقع تھا جو بیت العزاب کے نام سے مشہور تھا اس میں مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے مہاجرین قیام کرتے تھے۔ تیسری درسگاہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر شمال میں نقیع الخضمات نامہ علاقہ میں تھی جس میں

حضرت مصعب بن عمیر پڑھاتے تھے اور حضرت اسعد بن زرارہ کا مکان گویا مدرسہ تھا۔ ان تین مستقل تعلیم گاہوں کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن اور دینی احکام کی تعلیم ہوتی تھی۔

درسگاہِ مسجد بنی زریق

مدینہ منورہ کی مذکورہ تینوں درسگاہوں میں باتفاق علماء سب سے پہلے مسجد بنی زریق میں قرآن کی تعلیم ہوئی۔ اس درسگاہ کے معلم و مقری حضرت رافع بن مالک زرقی قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق سے ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور دس سال کی مدت میں جس قدر قرآن نازل ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کو عنایت فرمایا تھا جس میں سورہ یوسف بھی شامل تھی وہ اپنے قبیلہ کے نقیب و سردار تھے۔ ان کا شمار مدینہ کے کاملین میں تھا۔ اس وقت کی اصطلاح میں کامل ایسے شخص کو کہاجاتا تھا جو نوشت وخواند، تیر اندازی اور تیراکی میں ماہر اور کامل ہو۔

حضرت رافع بن مالک ان اوصاف کے حامل تھے۔ انہوں نے مدینہ واپس آنے کے بعد ہی اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی میں ایک بلند جگہ (چبوترہ) پر تعلیم دینی شروع کی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورہ یوسف کی تعلیم حضرت رافع ہی نے دی تھی اور وہی یہاں کے پہلے معلم ہیں۔ بعد میں اسی چبوترہ پر مسجد بنی زریق کی تعمیر ہوئی جو قلب شہر میں مصلیٰ (مسجد غمامہ) کے قریب جنوب میں واقع تھی۔ رسول اللہؐ مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت رافع کی دینی تعلیمی خدمات اور ان کی سلامتی طبع کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس درسگاہ کے استاذ اور اکثر شاگرد قبیلہ خزرج کی شاخ بنی زریق کے مسلمان تھے۔ (6)

درسگاہِ مسجد قباء

دوسری درسگاہ مدینہ میں مسجد قباء تھی۔ بیعت عقبہ کے بعد بہت سے صحابہ جن میں ضعفائے اسلام کی اکثریت تھی مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مقام قباء میں آنے لگے اور قلیل مدت میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی۔ ان میں حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔ وہی ان حضرات کو تعلیم دیتے تھے اور امامت کرتے۔ یہ تعلیمی سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری تک جاری تھا۔ ابی عمر یوسف بن عبدالبر کا بیان ہے: حدثنی عشرۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ قالوا کنا نتدارس العلم فی مسجد قبا اذ خرج علینا رسول اللہ فقال تعلموا ما شئتم ان تعلموا فلن یاجرکم اللہ حتی تعملوا (7) یعنی: "رسول اللہ ﷺ کے دسیوں صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہم لوگ مسجد قبا میں علم دین پڑھتے پڑھاتے تھے۔ اس حال میں کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو پڑھو، جب تک عمل نہیں کروگے اللہ تعالیٰ اجر و ثواب نہیں دے گا۔"

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قباء کے مہاجرین میں متعدد حضرات قرآن کے عالم و متعلّم تھے جن میں حضرت سالم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے اور وہی نماز کی امامت کے ساتھ تعلیمی خدمت انجام دینے میں نمایاں تھے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے: لما قدم المهاجرون الاولون العصبة موضع بقباء، قبل مقدم رسول الله كان يومهم سالم مولیٰ ابی حذيفة، و كان اكثرهم قرآناً (8) یعنی: "رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے جب مہاجرین اولین کی جماعت عصبہ میں آئی جو قباء میں ایک جگہ ہے تو ان کی امامت سالم مولیٰ ابو حذیفہ کرتے تھے وہ ان لوگوں میں قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے۔"

یہاں حضرت ابوخیثمہ سعد بن خیثمہ اوسی کا مکان گویا مدرسہ قباء کے طلبہ کے لئے دارالاقامہ تھا۔ وہ اپنے قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے نقیب و رئیس تھے۔ بیعت عقبہ کے موقع پر اسلام لائے۔ اُس زمانہ میں وہ مجرد تھے۔ ان کا مکان خالی تھا اس لئے اس میں ایسے مہاجرین قیام کرتے تھے جو اپنے بال بچوں کو مکہ چھوڑ کر یہاں آئے تھے یا جن کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اسی وجہ سے اس کو بیت العزاب اور بیت الاغراب کہاجاتا تھا۔ رسول اللہؐ ہجرت کے موقع پر قباء میں حضرت کلثوم بن ہدم کے مکان میں فروکش تھے۔ اسی کے قریب حضرت سعد بن خیثمہ کا مکان بیت العزاب تھا۔ رسول اللہؐ موقع بہ

موقع وہاں تشریف لے جاتے تھے اور مہاجرین کے ساتھ بیٹھ کر دل جوئی کی باتیں کرتے تھے۔(9) درسگاہ قباء کے استاد اور شاگرد دونوں مہاجرین اولین تھے جن کے ساتھ مقامی مسلمان بھی تھے۔

درسگاہِ نقیع الخضمات

تیسری درسگاہ مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک میل دور حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان میں تھی جو حرہ بنی بیاضہ میں واقع تھا۔ یہ آبادی بنو سلمہ کی بستی کے بعد نقیع الخضمات نامی علاقہ میں تھی جو نہایت سرسبز و شاداب اور پر فضا علاقہ تھا۔ یہاں خضیمہ نام کی نرم و نازک اور خوش رنگ گھاس اگتی تھی۔

یہ درسگاہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے پر کشش ہونے کے ساتھ اپنی جامعیت اور افادیت میں دونوں مذکورہ درسگاہوں سے مختلف اور ممتاز تھی۔ بیعت عقبہ میں انصار کے دونوں قبائل اوس اور خزرج کے نقباء اور رؤسا نے دعوتِ اسلام پر لبیک کہہ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مدینہ میں قرآن اور دین کی تعلیم کیلئے کوئی معلم بھیجا جائے تو ان کے اصرار پر آپؐ نے حضرت مصعب بن عمیر کو روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر کو انصار کے ساتھ مدینہ روانہ فرمایا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

فلما انصرف عنه القوم وبعث رسول الله معهم مصعب بن عمیر بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی، وامره ان یقرئهم القرآن، ویعلمهم الاسلام، ویفقههم فی الدین فکان یسمیٰ المقری بالمدینة مصعب، وکان منزل علی اسعد بن زرارة بن عدس ابی امامة (10)

جب انصار بیعت کرکے لوٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہاں لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ پیدا کریں۔ چنانچہ حضرت مصعب مدینہ میں مُقری مشہور ہوگئے۔ ان کا قیام حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان میں تھا۔

یہ دونوں حضرات قرآن کی تعلیم اور اسلام کی اشاعت میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ حضرت مصعب قرآن کی تعلیم کے ساتھ اوس و خزرج دونوں قبائل کی امامت بھی کرتے تھے اور ایک سال کے بعد جب اہل مدینہ کو لے کر رسول اللہؐ کی خدمت میں مکہ مکرمہ پہنچے تو ان کا لقب مُقری یعنی معلم مشہور ہو چکا تھا۔ حضرت اسعد زرارہ نے جمعہ کی فرضیت سے پہلے ہی مدینہ میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا۔ اس کی بھی امامت حضرت مصعب کیا کرتے تھے۔ اسی لئے قیام جمعہ کی نسبت بعض روایتوں میں ان کی طرف کی گئی ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر کے علاوہ حضرت ابن اُم مکتوم بھی یہاں تعلیم دیتے تھے۔ وہ حضرت مصعب کے ساتھ ہی مدینہ آئے تھے۔ حضرت براء بن عازب کا بیان ہے: اول من قدم علینا مصعب بن عمیر وابن ام مکتوب وکانو یقرؤن الناس (11) یعنی "ہمارے یہاں سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوب آئے اور یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔"

صحیح بخاری میں روایت ہے: فکانا یُقرآن الناس القرآن (12) یعنی "یہ دونوں صاحبان لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔"

چونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب کو خاص طور سے تعلیم کے لئے بھیجا تھا اور حضرت ابن اُم مکتوم ان کے ساتھ تھے اس لئے اس درسگاہ کی تعلیمی سرگرمی میں ان کا تذکرہ نہیں آتا ہے۔ ویسے بھی حضرت ابن مکتوم نابینا تھے اور محدود طریقہ پر تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے۔ نقیع الخضمات کی درسگاہ کے ایک طالب علم حضرت براء بن عازب کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کی تشریف آوری سے پہلے ہی میں نے طوال مفصل کی کئی سورتیں یاد کرلی تھیں۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے مدینہ آنے سے پہلے میں نے سترہ سورتیں پڑھ لی تھیں اور جب میں نے ان کو سنایا تو آپ بہت خوش ہوئے۔(13) نقیع الخضمات کی یہ درسگاہ صرف قرآنی مکتب اور مدرسہ ہی نہیں تھی بلکہ ہجرت عامہ سے پہلے مدینے میں اسلامی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ اوس و خزرج کے درمیان ایک مدت سے قبائلی جنگ برپا تھی۔ آخری معرکہ حرب بعاث کے نام سے مشہور ہے جو ہجرت سے پانچ سال قبل ہوا تھا۔ ان جنگوں میں دونوں قبائل کے بہت سے آدمی مارے گئے تھے جن میں ان کے اعیان واشراف بھی تھے اور دونوں

قبائل باہمی کشت وخون سے تباہ ہو چکے تھے۔اس حال میں اسلام ان کے حق میں رحمت ثابت ہوا۔ اسلام لانے کے بعد دونوں قبائل میں باہمی نفرت کی بو باس باقی تھی۔ ایک قبیلہ والے دوسرے قبیلہ کی امامت پر اعتراض کر سکتے تھے اس لئے دونوں قبائل نے حضرت مصعب کی امامت پر اتفاق کیا۔
اسی دینی درسگاہ اور اسلامی مرکز کی وجہ سے مدینہ کے یہودیوں کے دینی و علمی مرکز بیت المدارس واقع مقام فہر کی حیثیت واہمیت کم ہو گئی جہاں وہ جمع ہو کر تدریس و تعلیم اور دعاخوانی کے ذریعہ اہم مذہبی سرگرمی جاری رکھتے تھے۔ (14) اور اوس وخزرج یہودیوں سے بے نیاز ہو کر اپنے علمی و دینی مرکز سے وابستہ ہو گئے۔ اسلام سے پہلے اوس وخزرج میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت کم تھا۔اس بارے میں وہ یہودیوں کے محتاج تھے۔ البتہ چند لوگ اس دور میں نوشت وخواند جانتے تھے۔ ان ہی میں رافع بن مالک زرقی، زید بن ثابت، اُسید بن حُضیر، سعد بن عبادہ، اُبی بن کعب وغیرہ تھے۔ (15) ان میں سے اکثر ہجرت عامہ سے پہلے مسلمان ہو کر تعلیم وتدریس میں سرگرمی دکھاتے تھے اور نقیع الخضمات کے مرکز سے ان کا خصوصی رابط و تعلق تھا اور اوس وخزرج کے مختلف قبائل اس مرکز سے وابستہ رہتے تھے۔
ان تین مستقل درسگاہوں کے علاوہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں اور قبیلوں میں تعلیمی مجالس اور حلقات جاری تھے۔ خاص طور سے بنو نجار، بنو عبدالاشہل، بنو ظفر، بنو عمرو بن عوف، بنو سالم وغیرہ کی مسجدوں میں اس کا انتظام تھا اور عبادہ بن صامت، عتبہ بن مالک، معاذ بن جبل، عمر بن سلمہ، اُسید بن حضیر، مالک بن حُویرث ان کے امام اور معلم تھے۔
ان درسگاہوں کے نصاب تعلیم کے سلسلہ میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی اور بیعت عقبہ کے وقت انصار مدینہ سے بیعت نساء (عورتوں کی بیعت) لی گئی تھی یعنی یہ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ کسی پر بہتان لگائیں اور نہ رسول اللہؐ کے حکم کی نافرمانی کریں گے۔ ان درسگاہوں میں قرآن اور نماز کی تعلیم کے ساتھ انہی امور کے بارے میں تعلیم وتربیت دی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب کو روانہ کرتے وقت تین باتوں کا حکم دیا تھا: وامرہ أن یقرء ھم القرآن، ویعلمھم الاسلام ویفقھم فی الدین فکان یسمیٰ المقری بالمدینة (16) یعنی "لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کے بارے میں بصیرت پیدا کریں، وہ مدینہ میں مقری کے نام سے یاد کئے جانے لگے۔" اس ہدایت کے مطابق ان درسگاہوں میں قرآن کی تعلیم دی جاتی، دین سکھایا جاتا تھا۔ عام طور سے آیات اور سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔ یہ درسگاہیں دن رات، صبح وشام کی قید سے آزاد تھیں اور ہر شخص ہر وقت ان سے استفادہ کرتا تھا۔

مسجد نبوی کی مرکزی درسگاہ

حضور اکرمؐ کی مدینہ تشریف آوری پر مسجد نبوی میں مرکزی درسگاہ کا اجراء ہوا جو مجلس اور حلقہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ یہ دونوں نام بہت بعد تک جاری رہے۔ رسول اللہؐ کا معمول تھا کہ نمازِ فجر کے بعد ستون ابولبابہ کے پاس تشریف لاتے جہاں پہلے سے اصحاب صفہ، ضعفاء و مساکین، مولفۃالقلوب اور باہر سے آنے والے افراد حلقہ بنا کر بیٹھے رہتے تھے۔ آپ ﷺ ان کو قرآن، حدیث، تفقہ اور دین کی تعلیم دیتے اور ان کی دلجوئی و دلداری فرماتے۔ پھر کچھ دیر کے بعد اعیان واشراف اور خوش حال لوگ آتے اور حلقہ میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے کھڑے رہتے۔ درسگاہِ نبوت کے وقار وتمکنت کا یہ حال تھا کہ شرکاء مجلس ہمہ تن گوش بنے رہتے تھے۔ ابتداء میں مجلس میں طلبہ کے بیٹھنے کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر بیٹھ جاتے تھے یہ دیکھ کر رسول اللہؐ نے باقاعدہ ایک حلقہ بنوایا اور سب لوگ ایک ساتھ بیٹھنے لگے۔ رسول اکرمؐ نے دینی تعلیم کی بہت زیادہ تاکید وتشجیع فرمائی ہے اور طلب علم پر عظیم اجر وثواب کی بشارت دی ہے۔ جو لوگ درسگاہِ نبوی میں آتے تھے، آپؐ انشراح کے ساتھ ان کا استقبال کرکے بشارت دیتے تھے۔ آپؐ کی درسگاہ میں مقامی طلبہ کے علاوہ بیرونی طلبہ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوتے تھے۔ ان کی حاضری ہنگامی اور وقتی ہوتی تھی اور مقامی طلبہ مستقل طور سے حاضر باش رہتے تھے۔ طلبہ کی تعداد کم و بیش ہوا کرتی تھی۔

درسگاہِ صفہ

مسجد نبوی کے گوشہ میں قائم اس درسگاہ کو "صفہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صفہ میں تعلیم پانے والوں کو "ضیوف اللہ" یعنی اللہ کے مہمان کہا جاتا ہے۔آپ بنفس نفیس اصحاب صفہ کو تعلیم دیتے تھے۔ احادیث کا عظیم الشان ذخیرہ ہم تک پہنچانے میں اصحاب صفہ کا ہی بنیادی کردار ہے۔اصحابِ صُفہ کی تعداد عام حالات میں ساٹھ سے ستر کے لگ بھگ ہوا کرتی تھی۔ کمی زیادتی بھی ہوتی تھی۔ علماء نے ان کی مجموعی تعداد چار سو بیان کی ہے۔ابتداء میں اصحابِ صفہ بڑی تنگدستی اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ ان کے اہل و عیال تھے، نہ مال تھا اور نہ ہی کوئی ان کا ذمہ دار تھا۔ رسول اکرمؐ کے پاس صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے۔ خود اس میں سے استعمال نہیں کرتے تھے اور ہدیہ آتا تو خود استعمال کرتے تھے اور اہل صفہ کو بھی شریک کرتے تھے۔

مدینہ کی دوسری درسگاہیں

مسجد نبوی کی مرکزی درسگاہ کے علاوہ عہد رسالت میں جگہ جگہ تعلیم و تعلم کا انتظام تھا۔ مدینہ منورہ میں مسجدوں، محلوں، قبیلوں، مجلسوں حتیٰ کہ راستوں میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری تھا اور کتاب و سنت اور فقہ کے مذاکرے ہوتے تھے۔ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں ایک طبقہ کی تعریف و توصیف فرما کر کہا کہ کیا بات ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں کو نہ تفقہ فی الدین کو تعلیم دیتے ہیں، نہ ان کو علم سکھاتے ہیں، نہ وعظ و نصیحت سناتے ہیں، نہ امر بالعمروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور کیا بات ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں، نہ تفقہ سیکھتے ہیں، نہ وعظ و نصیحت قبول کرتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دیں۔ ان کو تفقہ سکھائیں، وعظ و نصیحت اور امر بالعمروف اور نہی عندالمنکر کریں اور لوگوں کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں سے علم حاصل کریں۔ ان سے تفقہ کی تعلیم لیں اور وعظ و نصیحت قبول کریں۔ ورنہ خدا کی قسم ان سب لوگوں کو سزا دوں گا۔

یہ کہہ کر رسول اللہؐ منبر سے اترے تو صحابہ آپس کہنے لگے کہ بتاؤ آپ نے کن لوگوں کے بارے میں یہ باتیں کہی ہیں۔ بعض لوگوں نے بتایا کہ اشاعرہ مراد ہیں۔ یہ لوگ اہل علم و فقہ ہیں اور ان کے پڑوسی جاہل اور بدوی لوگ ہیں۔ جب یہ بات اشاعرہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے رسول اللہؐ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے ایک جماعت کا تذکرہ خیر کے ساتھ فرمایا اور ہمارا تذکرہ زجر و توبیخ کے ساتھ فرمایا: ہمارا کیا قصور ہے؟ آپ نے ان سے وہی باتیں بیان کیں اور اشاعرہ نے کہا یا رسول اللہؐ آپ ہم کو ایک سال کی مہلت دیں آپؐ نے ان کی درخواست قبول فرمائی تا کہ اس مدت میں وہ اپنے علاقہ کے لوگوں کو تفقہ کی تعلیم دیں، علم سکھائیں اور وعظ و نصیحت سنائیں۔ (17) اس کے بعد اشاعرہ نے ایک سال میں اپنے اطراف کے جاہلوں اور اعرابیوں کو قرآن و سنت اور فقہ کی تعلیم سے آراستہ کر دیا اور جگہ جگہ تعلیم و تعلم کی سرگرمی جاری ہو گئی۔

خانگی درسگاہیں

اس دور میں مدینہ میں گھر گھر قرآن کی تعلیم کا رواج ہو گیا۔ خانگی مکاتب جاری ہو گئے۔ صحابہ اور ان کے لڑکے، پوتے اور بیویاں تک قرآن کی تعلیم سے بہرہ ور ہو گئیں۔ عہد نبویؐ میں مدینہ میں قرآن کی تعلیم کیلئے شبینہ درسگاہیں بھی جاری تھیں جن میں کثیر تعداد میں صحابہ شریک ہو کر اپنے مقری و معلم سے قرآن پڑھتے تھے اور وہیں رات بسر کرتے تھے اور صبح کو اپنے اپنے کام میں لگ جاتے تھے۔اس کے علاوہ مدینہ کی مسجدوں کے امام بھی عام طور سے قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔اس میں رات اور دن کی قید نہیں تھی۔ درسگاہِ نبویؐ کے فارغین و فضلاء امام مقرر کئے جاتے تھے جو امامت کے ساتھ تعلیم بھی دیتے تھے۔

حضراتِ صحابہ جہاد اور غزوات میں قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے۔ دشمن کے علاقہ میں قرآن لے جانے کی ممانعت تھی مگر اس کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ اور صحابہ دشمنوں کے علاقہ میں قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے: وقد

سافر النبی و اصحابہ فی ارض العدو، وھم یعلمون القرآن(18) یعنی "رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے دشمنوں کے علاقہ میں سفر کیا اور صحابہ قرآن پڑھاتے تھے۔"

جب کوئی سریہ روانہ ہوتا تو اس میں صحابہ کرام زیادہ سے زیادہ شریک ہو جاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چند صحابہ کرام مدینہ میں رہ جاتے تھے۔ اس درمیان میں قرآن کا نزول ہوتا تو اس سے شرکاء سریہ بے خبر ہوتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ(19) یعنی "اور مومنون کو یہ نہیں چاہیے کہ سب نکل جائیں پس ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت سے چند لوگ جائیں تاکہ باقی لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ واپس آئیں تاکہ وہ لوگ ڈریں۔"

اس کے بعد صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول اللہؐ کی خدمت میں رہ کر نازل شدہ قرآن کی تعلیم واپس آنے والے مجاہدین کو دیا کرتی تھی۔ اسی طرح جب رسول اللہؐ غزوہ میں صحابہ کے ساتھ جاتے تو اس درمیان میں جتنا قرآن نازل ہوتا اس کی تعلیم واپس آنے والے صحابہ مدینہ میں رہ جانے والے معذور لوگوں کو دیتے تھے۔(20) حضرات صحابہ اپنی مجلسوں میں قرآن و تفقہ کی تعلیم و تعلم اور مذاکرہ کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔

ابو سعید خدری کا بیان ہے: کان أصحاب رسول اللہ اذا قعدوا یتحدثون، کان حدیثھم الفقه الا ان یامروا رجلاً فیقرء علیھم سورۃ أو یقرء رجل سورۃ من القرآن(21) یعنی "رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب بیٹھتے تھے تو آپس میں گفتگو کرتے تھے۔ ان کی گفتگو تفقہ فی الدین ہوتی تھی الا یہ کہ کسی آدمی کو حکم دیتے اور ان کے سامنے کوئی سورۃ پڑھتا یا اپنے طور پر کوئی آدمی قرآن کی کوئی سورۃ پڑھتا تھا۔

معلّموں کی تقرری

رسول اللہ ﷺ نے دور دراز مقامات اور قبائل میں یوں تعلیم کا انتظام کیا کہ مدینہ کے فضلاء و فارغین یعنی حضرات قرأ کو مبلغ و معلم بنا کر روانہ فرمایا جن میں مقامی اور بیرونی دونوں قسم کے اہل علم ہوتے تھے۔ رسول اللہؐ کے امراء و عمال صرف امیر و حاکم ہی نہیں تھے بلکہ مبلغ و معلم اور امام و مقری بھی تھے اور قرآن و سنت، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ معاذ بن جبل کو رسول اللہؐ نے یمن کے صوبہ جند کا امیر و قاضی بنایا۔ اسی کے ساتھ وہ دین کی تعلیم بھی دیتے تھے، خلیفہ بن خیاط نے لکھا ہے: و معاذ بن جبل علی الجند، والقضاء و تعلیم الناس الاسلام و شرائعه و قرائة القرآن(22) یعنی "معاذ بن جبل صوبہ جند میں قضاء لوگوں کو اسلام اور شرائع اسلام اور قرآن کی تعلیم پر مقرر تھے۔"

رسول اللہؐ نے ابو زید انصاری اور عمرو بن عاص سہمی کو عمان کے دونوں حکمرانوں عبید بن جلندی اور جیفر بن جلندی کے پاس بھیجا اور دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنے امراء و مبلغین کو حکم دیا تھا: ان أجاب القوم الی شھادۃ الحق و اطاعوا اللہ و رسوله فعمرو الامیر و أبوزید علی الصلوٰۃ و أخذ الاسلام علی الناس و تعلیمھم القرآن و السنن(23) یعنی "اگر وہاں کے لوگ شہادتِ حق قبول کرلیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کریں تو عمرو بن عاص امیر ہوں گے اور ابو زید نماز پڑھائیں گے لوگوں سے اسلام کا عہد و پیمان لیں گے اور ان کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں گے۔"

غرض یہ کہ اسلام کے آغاز کے ساتھ ہی تعلیم و تعلم کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ خاص طور پر مکی طور پر میں پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک خاص گروہ تیار کیا جو آپ کے مشن اور پیغام کی مسلسل تبلیغ میں معمور و مصروف رہا۔ مکی دینی درسگاہ بھی اُسی سلسلے کی کڑی تھیں۔ چونکہ دینِ اسلام کی تبلیغ و ترسیل کے لئے لوگوں کا باشعور ہونا ضروری تھا۔ اگر تعلیم و تعلم کو فوقیت نہ جاتی تو لوگوں کا اتنی جلدی تربیت یافتہ ہونا محال تھا۔ پھر باضابطہ تعلیم اور تبلیغ دین کے لئے اداروں کا قیام بھی ضروری تھا لہٰذا مکی دور میں جہاں تبلیغ دین کی عملی جدوجہد ہمیں نظر آتی ہے وہی اُس جدوجہد کو بڑھاوا دینے کے لئے افراد اور ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں۔ مکی زندگی کی دینی درسگاہوں کو بھی ہم تبلیغ دین کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

*****

حوالہ جات

1۔لابی محمد عبدالملک بن ہشام، سیرۃالنبی، ج ا، دارالصحابہ للتراث، بطنطا،۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۹۹۵ء، ص: ۳۴۴

2۔علامہ علی ابن برہان الدین حلبی، سیرت حلبیہ، ج ا، دارالاشاعت، کراچی،۲۰۰۹ء، ص:۳۰۱

3۔ صحیح مسلم،کتاب فضائل الصحابہ، باب: فضائل ارقم بن ابوارقم

4۔ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری ابوعبداللہ، مستدرک علی الصحیحین، ج ۳، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۰۰۲ء، ص: ۵۰۲

5۔ابوالولید محمد بن بن عبداللہ ابن احمد ارزقی،اخبارمکہ، ج ۲، دارحیاء الکتب العربیۃ،۱۳۹۰ھ، ص: ۲۱۰

6۔ علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی الشافعی نورالدین ابوالحسن السمہودی، وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفیٰ، ج ۲، دارالکتب العلمیۃ، بیروت،۱۴۱۹ء، ص: ۸۵

7۔ابی عمریوسف بن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ، ج ۲، دارابن الجوزی، دمام، ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۴ء، ص: ٦

8۔ صحیح بخاری، باب امامۃالعبد والمولیٰ

9۔ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجرالعسقلانی،الاصابہ فی تمیزالصحابۃ،ج ۳،دارالکتب العلمیۃ، بیروت،۱۴۱۵ھ، ص: ۵۷

10۔ سیرت ابن ہشام، ج ا، محولہ بالا، ص: ۴۳۴

11۔ لعزالدین ابی الحسن علی ابن محمد بن عبدالکریم الجزری معروف بہ بابن الاثیر،اسدالغابہ فی معرفۃالصحابۃ، ج ۴، دارِابن حزم، ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء، ص: ۳٦۹

12۔ صحیح بخاری، باب مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ

13۔ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی شمس الدین ابوعبداللہ، تذکرۃالحفاظ، ج ا، دائرۃالمعارف العثمانیۃ، حیدرآباد دکن، ۱۳۷۴ھ، ص: ۳۰

14۔لابن دُرید الأزدی،الاشتقاق، دارالجیل، بیروت،۱۹۹۱ء، ص: ۲٦

15۔احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلادری، فتوح البلدان، دارومکتبۃ الہلال، بیروت،۱۹۸۸ء، ص: ۴۵۹

16۔ سیرت ابن ہشام، ج ا، محولہ بالا، ص: ۴۳۴

17۔ محمد بن سلیمان المغربی، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد، ج ا، مکتبۃ ابن کثیر،الکویت، دارابن حزم، بیروت،۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۹۹۸ء، ص: ۵۲

18۔ صحیح بخاری، باب السفربالمصاحف الی ارض العدو، ج ۲، ص: ۱۱۰

19۔ توبہ،آیت: ۱۲۲

20۔ عبدالرحمٰن بن أبی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی أبو محمد،الجرح والتعدیل، ج ا، دائرۃالمعارف العثمانیۃ،۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۲، ص: ۴۰۳

21۔ محمد بن سعد بن منیع الزہری،الطبقات الکبیر، ج ۳، مکتبۃالخانجی،القاہرہ،۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۰۰۱ء، ص: ۳۷۴

22۔خلیفۃ بن خیاط اللیثی العصفری ابوعمر، تاریخ خلیفۃ بن خیاط، ج ا، مطبعۃ دارِطیبۃ، الریاض، ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۵ء، ص: ۷۲

23۔فتوح البلدان، محولہ بالا، ص: ۸۷